لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

سوانح عمری موسوم بہ امام ربانی

مجدد الف ثانی سنہ ۱۳۱۳ھ

مؤلفہ خاکسار محمد حسین ابن فضیلت پناہ صوفی باصفا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی حکیم شیخ قادر بخش صاحب ساکن احمد آباد ضلع جہلم حال ساکن بھیرہ بفرمائش جناب مولوی امام الدین صاحب تاجر کتب راولپنڈی تبرعاً [illegible] حاجی الہ دین صاحب نقشبندی مجددی

در مطبع منشی [illegible] واقع [illegible] مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ النبی الامی الذی لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

نظم

اے صدائے بلبلاں در صحن بستاں حمد تو — وے نوائے مرغ جاں در باغ ایماں حمد تو

تاب خورشید شہود او فتادہ در قصور جود — گفتہ ذرات جہاں پیدا و پنہاں حمد تو

عاملاں گر عرش را و فرش مدحت رہ کنند — از اوج عزت ذرہ تا ید بپایاں حمد تو

قرعۂ قسمت در آں روزیکہ می انداختند — نعمت آمد قسم جسم و قسمت جاں حمد تو

دیگر

شد زبان مفتاح راز و از معانی در کشاد — زانکہ حمد حق بجا آر و نعت مصطفی

گو صدف بینائی گوہر یگانہ است — ہست لعل بے بہا از معدن ام القری

[illegible]

پیر فرتوت فلک با عینک شمس و قمر — در جہاں ہرگز ندیدہ اینچنیں محبوب را

مہر شد از فضل حق بر نامہ تلک الرسل — اللہ اللہ فضل او را من ندانم انتہا

بر وے و بر آل و اصحابش درود و صد سلام — باد نازل تا ابد از خالق ارض و سما

بعد حمد و صلوۃ خاکسار مترجم کتاب مکتوبات ناظرین کے بدست میں قدرے حالات حضرت اقدس جناب خواجہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کتب معتبرہ سے نقل کر کے پیش کرتا ہے تاکہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو اس جامع الکمالات کی ذات فیض آیات کے

حالات سے زیادتی بصیرت کی حاصل ہو اور معلوم ہو کہ بمصداق کَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ
یہ کلمات کس جوانمرد کی قلم سے نکلے ہوئے ہیں اور کسقدر یہ مجموعہ قابل قدر اور دستور العمل بنانیکے
لائق ہے۔ کتاب کیا ہے ایک خزینۂ جواہرات بے بہا ہے یا چشمۂ آب بقا قلم زبان اور زبان قلم
اسکی مدح سے عاجز اور قاصر ہے اسکی مدح کیواسطے کافی الفاظ نہیں ملسکتے ،، حضور خواجہ صاحب
امام ربانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں مثل آفتاب تابان ما بین النجوم گذرے ہین
اونکے فیض سے بیشمار مخلوق نے فایدہ اٹھایا۔ اونکے چشمۂ کمالات سے لاکھون بندگان خدا نے
فیض پایا حضرت اقدس دوسرے ہزار کے مجدد ہیں اور ہزار کے سر پر جو مجدد ہوتا ہے وہ بانہ
والے مجددون سے افضل و برتر اور عالیشان ہوتا ہے چنانچہ حضور اقدس کی خوبیان ظاہری
اور باطنی مشرق سے مغرب تک مانند شمس نصف النہار روشن ہیں اس ذرۂ بیمقدار کی کیا طاقت
ہے کہ اوس آفتاب تابان و مہر درخشان کے اوصاف کمالات جو حد احصا سے بیرون ہین ذہن گیر
سکے یا حیطۂ تحریر مین لاسکے ؎

سید ہم تزئین کتاب خویش را از نام او ورنہ ہرگز نیست او را حاجت توصیف ما

حضور اقدس کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس گنجینۂ علوم کا سینہ خزینۂ اسرار
ربانی تھا وہ مرد خدا اپنے وقت مین ایک مرد لاثانی تھے کشتۂ تیغ عشق الٰہی و محو ذات رسول حقانی
یزدانی تھے ؎

از مے حق سرخوش و سرمست جوشا جوش بین عاشق قول نبی شمع شبستان ہدیٰ
ہست مکتوبات از بحر کمالش قطرۂ نیست پیغمبر ولے دارد کتاب ایسا

یعنے کتاب مکتوبات شریف جو آسمانی امداد والہام ربانی سے اونھون نے لکھی ہے انکے لاانتہا کمالات سے ایک شمہ ہے۔ اونکی مقبولیت ومحبوبیت کا اقتضا ہے کہ اونکے مواعظ وکلمات طیبات بھی مقبول ومحبوب خلائق ہون کیونکہ پاک دل ومطہر انسان کے سخنون مین اسکی ذاتی تاثیر موجود ہوتی ہے ؎

درسخن پنہان شدم چون بوئے گل دربرگ گل   میل دیدن ہرکہ دارد درسخن بیند مرا

اس کتاب کو سمجھکر پڑہنے والے اسکی نمایان تاثیر کے قائل ہین جو برق کیطرح ہوا وہوس کی خرمن کو جلاتی اور ابر بہار کی مانند ایمان کے پودونکو سیراب کرتی ہے بھلا اسکی تاثیر مین کسی کو شک ہوسکتا ہے کلام کیس عالیمقام شخص کا ہے جس نے ہزارون لاکھون مخلوقات کو بادیہ ضلالت سے نکالکر منزل مقصود پر پہنچایا سو چکر پڑہنا اور ارادتمندی سے اسمین غور کرنا شرط ہے ؎

گرچہ واعظ را بود صد داعیہ   پند را اذنے بباید واعیہ

یہ اس بزرگ کی کلام ہے جسکے نام سے شیطان کانپتا تھا جسکے فضایل اور کمالات کا ایک جہان مداح ہے ؎

خانۂ ما جلوہ گاہ کیست کز آشوب حسن   می پرد ہوش پری درسایۂ دیوار ما

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز علمائے اسخین سے ہین غوث العالمین قطب الاقطاب عالیجناب مظہر خوارق وکرامات جامع درجات ولایت دافع بدعات وضلالت عامل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وارث کمالات نبویہ عارج معارج ولایات امام طریقت ومقتدائے حقیقت وپیشوائے شریعت ہیں طریق نقشبندیہ مجددیہ کے

آفتاب تاباں گذرے ہین حضرت کی نسب شریف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ
رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے کتاب مکتوبات جناب کی یادگار ہے اس کتاب مین
آپنے بہت سے احوال اور مقامات ولایت نقشبندیہ تحریر فرمائے ہین جیسا کہ تیسرے دفتر
مین لکھتے ہین کہ ایک دن مین مراقبہ مین بیٹھا دیکھتا ہون کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ مین تیرے پاس اسلیئے آیا ہون کہ تیرے واسطے ایک
اجازت نامہ لکہون جو مینے ابتک کسی شخص کیواسطے نہین لکھا پھر تحریر فرمایا اور مجھے بشارت
دی کہ جو جس شخص فوت شدہ پر نماز جنازہ گذاریگا اوس میت کو خداوند تعالی اپنے فضل و کرم سے
بخشدیگا۔ ایسا ہی دفتر اول مین فرماتے ہین کہ مینے عالم کشف مین دیکھا کہ حضرت علی شیر
ولایت کرم اللہ وجہہ میرے پاس تشریف لائے ہین اور مجھے کمال شفقت سے فرمایا کہ
مین تیرے پاس اس لیئے آیا ہون کہ تجھے تمام علوم باطنی کی تعلیم دون -

حضور کی ولادت بتاریخ ۱۴ شوال روز جمعہ وقت نصف شب اے۹ھ مین بمقام
سرہند واقع ہوئی سال تولد کا مادہ تاریخ **احمد رفیع المنزلت** ہے آپکے والد
بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد چشتی قدوسی نے بموجب الہام و بشارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کنیت ابوالبرکات اور لقب بدرالدین اور اسم مبارک **شیخ احمد** رکھا۔ آپکی ولادت کو
قبل آپکے والد ماجد نے مراقبہ مین دیکھا تھا کہ تمام جہان تیرہ از ظلمت ہو گیا ہے اور خوک و بندر
اور ریچھ جہان مین لوگون کو ہلاک کرتے ہین کہ اسی اثنا مین میرے سینہ سے ایک نور نکلا ہے
اس سے یک بیک تمام عالم نورانی ہو گیا ہے اور ایک تجلی اس نور مین سے نکلی ہے کہ اوس نے تمام

خوک وخرس جلادیئے اور اسی نور زمین سے ایک تخت ظاہر ہوا کہ اوسپر ایک شخص نورانی
تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور ہزار ہا آدمی نورانی اور فرشتہ ہائے آسمانی اوسکے سامنے باادب تمام
کھڑے ہیں اور سارے جہان کے ظالم اور زندیق وملحد ونکو پکڑ کر اوسکے سامنے لاکر مثل بکریونکی
ذبح کرتے ہیں اور کوئی شخص بآواز بلند کہتا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
حضرت کے والد نے صبح سویرے اٹھکر اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی سے پوچھی
جوکہ مرد خدا رسیدہ اور ہردمند زمانہ تھے حضرت شاہ صاحب نے بعد توجہ باطنی کے فرمایا ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس سے تمام ظلمت وبدعت دور ہوگی اور سنت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم جہان مین بہ حسن طریق قایم ہوگی پس جیسا اونھوں نے فرمایا ویسا ظہور میں آیا۔

حضرت مثل رسول صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے اور بحالت شیر خوارگی کبھی برہنہ
نہ ہوتے تھے اگر اتفاقاً ہو بھی جاتے تو جلدی سے ڈہک لیتے تھے اور بچونکیطرح آپ آلودہ نجاست
نہ رہتے تھے اور ہر دم فرحان وخندان رہتے اگر دودہ پلانے مین تساہل ہوجاتا تہا تو دودہ
کیواسطے آپ کبھی نہ روتے تھے غرضکہ جملہ آثار وعلامات سعادت چہرہ فیض آثار سے نمایان تھیں
جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپکے والد بزرگوار نے آپکو مکتب مین داخل کیا آپنے قلیل مدت مین
قرآن شریف یاد کرلیا پھر علوم عربیہ متداولہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھتے رہے بعد ازان سیالکوٹ
مین تشریف لیجاکر مولانا کمال الدین صاحب کشمیری سے بعض کتب علم معقول بکمال تحقیق وتدقیق
پڑھیں اور بعض کتب احادیث کی شیخ یعقوب صاحب کشمیری سے جوکہ بڑے جید عالم ومحدث تھے
اور حرمین شریفین سے سند حدیث کی حاصل کی ہوئی تھی پڑہیں اور سند حدیث شریف کی اونسے حاصل کی

عجیب تر یہ بات ہے کہ حضرت مجدد صاحب سترہ برس کی عمر میں جمیع علوم ظاہری سے فارغ التحصیل
ہو چکے تھے پھر مسند آرائے درس و تدریس ہوئے اور نہایت سعی اور کوشش سے پڑھایا کرتے اگر
کوئی جگہہ مشکل نظر سے گذرتی تو اوسپر حاشیہ تحریر فرما دیتے اسی اثنا مین آپ آگرہ میں جو کہ اوس
زمانہ مین دار الخلافہ تھا اور اکبر بادشاہ وہین رہتا تھا تشریف لیگئے وہان آپکے علم کا بہت
چرچا ہوا لوگ جوق در جوق ملاقات کو آنے لگے فیضی اور ابو الفضل وزیران اکبر بادشاہ آپکی
علم کی شہرت سنکر خدمت شریف مین حاضر ہوتے اور بتقریب صوت حضرت کو اپنے مکان پر لیگئے
اور کمال مہمان نوازی سے پیش آئے اسکے بعد اکثر آپسمین ملاقات ہوتی تھی اور حضرت بھی
گاہ گاہ اونکے مکان پر قدم رنجہ فرماتے تھے **نقل** ہے کہ ایکبار آپ فیضی کے مکان پر
تشریف لیگئے اوسوقت وہ تفسیر بے نقط لکھ رہا تھا مگر ایک مقام مین آکر ایسا پھنس گیا تھا کہ نکلنا
دشوار ہوگیا تھا ناگاہ حضرت جا پہنچے آپکو دیکھکر وہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اسوقت آپ خوب
موقع پر آئے ایک ایسی جگہہ تفسیر مین آگئی ہے کہ اوس مقام پر بے نقط عبارت مین بیان کرنا
متعسر ہے مینے ہر چند غور و فکر کیا مگر کچھہ بن نہین پڑتا باوجودیکہ حضرت کو بے نقط عبارت
لکھنے کی مشق نہ تھی لیکن اوسوقت فی البدیہہ ایسا قلم برداشتہ اوس مقام کو لکھا کہ فیضی و ابو الفضل
دونون حیران رہگئے۔ القصہ جودت طبع حضرت قدس کی بے عدیل و لاثانی تھی جس علم کیطرف عنایت
کرتے مشکل سے مشکل کتاب کو بلا امداد استاد حل کرتے جاتے تھے کچھہ مدت کے بعد حضرت کے
والد ماجد آگرہ کو تشریف لیگئے اور حضور کو اپنے ہمراہ لائے راستہ مین جب بمقام تھانیسر پہنچے وہانکے
رئیس اعظم شیخ سلطان نے جو کہ مقربان بادشاہی سے تھا خواب مین دیکھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہین کہ اپنی دختر کی شادی شیخ احمد سے کردے اور خواب مین حضرت کی شکل بھی دکھائی صبح اوٹھکر اوس نے اس شکل و شمائل کا آدمی جوکہ رات کو خواب مین جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تہا تلاش کرنا شروع کیا حسن اتفاق سے حضرت بھی اوسجگہہ موجود تھے پہچان کر رات کا خواب حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ مین میرا اختیار نہین ہے حضرت والد ماجد سے کہو چنانچہ شیخ نے حضرت مخدوم سے عرض کی اونھوں نے بکمال فرحت قبول فرمایا اور انھیں دنون مین آپکا خطبہ نکاح شیخ سلطان تھانیسر کی لڑکی سے پڑہا گیا بعد نکاح حضرت کو نہایت ثروت حاصل ہوئی اور یہ سنت نبوی کے مطابق ہوا کہ بعد تزویج حضرت خدیجۃ الکبریٰ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال ثروت ہوئی تھی۔ بعد فراغت سفر آگرہ دہنا تک حضرت اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم ہوئے اور نسبت خاندان چشتیہ و قادریہ حاصل کی اور والد بزرگوار نے خرقہ خلافت چشتیہ جوکہ اونکو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور قادریہ شاہ کمال کیتھلی سے ملا تہا حضرت کو عطا فرما کر قائم مقام و جانشین اپنا مقرر کیا چنانچہ خود حضرت اپنے رسالہ مبدا المعاد مین تحریر فرماتے ہین کہ این فقیر را نسبت فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود و پدر بزرگوار را از عزیزے کہ جذب قوی داشتند و خوارق مشہور بودند بدست آمدہ اس جگہہ صاحب جذب قوی سے شیخ کمال کیتھلی مراد ہے اور پھر اوسی جگہہ لکھا ہے کہ این درویش را توفیق عبادت نافلہ از پدر بزرگوار دست دادہ پدر بزرگوار را این سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ بودند حاصل شدہ بود شیخ خود سے مراد یہان حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی ہین حضرت کو شوق زیارت بیت اللہ و مدینہ مطہرہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازحد تھا لیکن بوجہ رعایت خدمت والدین بزرگوار تامّل
رہتا تھا جب ایکہزار سات ہجری میں آپکے والد ماجد کا اس جہان سے انتقال ہوگیا تو
حضرت نہایت مشتاق زیارت حرمین شریفین ہوکر کعبۃ اللہ کو تشریف لیچلے کعبہ معظمہ کو
جاتے ہوئے جب حضرت دہلی مین پہنچے تو مولانا حسن کشمیری سے جو کہ دوستان قدیم سے تھے
ملاقات کی اونھون نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب وکمالات بیان کئے
چونکہ حضرت کو نسبت شریفہ نقشبندیہ کا کمال شوق تھا بے اختیار ہوکر اونکی خدمت شریف
مین حاضر ہوئے حضرت خواجہ بکمال شفقت وعنایت پیش آئے اور استفسار عزم کیا حضرت
نے ارادہ بیانکیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اگر ایک مہینہ یا ایک ہفتہ اسی جگہہ قیام کرو تو کیا
مضایقہ ہے حضرت نے قبول کیا اور ٹھیر گئے ابھی تین چار روز نہ گذرے ہونگے کہ حضرت کے
دل مین داخل طریق ہونیکا شوق غالب ہوا اور اس امر کا اظہار حضرت خواجہ سے کیا حضرت
خواجہ ہر چند کہ دیر آشنا تھے اور بلا استخارہ ولیت ولعل کسی کو تلقین طریقہ نفرمایا کرتے
تھے مگر حضرت کو بلا تامّل ایک خلوت مین طلب کرکے توجہ فرمانے لگے چنانچہ اوسیوقت
حضرت کا دل ذاکر ہوگیا اور آرام وجمعیت والتذاذ بخوبی پیدا ہوگیا اسکے بعد روزافزون ترقی
شروع ہوئی اور عروجات عالیہ پے در پے اسطرح شروع ہوئین کہ عقل وفکر سے باہر تھین
جیساکہ آن ایام کے حالات مین فرماتے ہین کہ التذاذ تمام در من پیدا شد واز کمال شوق
گریہ دست داد یعنے پوری لذت مجھ مین پیدا ہوئی اور کمال شوق سے رونا شروع ہوگیا
اور کیفیت بیخودی کی مجھپر طاری ہوئی اوس بیخودی میں مینے ایک دریائے محیط دیکھا۔ اور تمام

جہان کی شکلین اور صورتین اس دریا مین فنا ہو گئین اس بیخودی نے آہستہ آہستہ غلبہ کیا ۔ دوہ
پہر تک بیہوشی طاری رہتی تھی یہ قصہ مینے حضور مرشد مین عرض کیا فرمانے لگے کہ اب فنا
حاصل ہو رہا ہے پھر بعد فنا کے جو حالتین پیش آئین اونکو بھی حضور اقدس خواجہ صاحب کیخدمت
مین کہا کہ مجھے اب حضور حاصل ہو گیا ہے اور جو اوصاف مجھسے منسوب تھین حق
سبحانہ وتعالی مین منسوب پاتا ہون الفصہ اپنے کمالات کے حصول مین جو کہ چند روز مین حاصل
ہوا تھا اپنے مکتوبات مین مفصل بیان فرماتے ہین اور جو کمالات اور ونکو سالہا سال مین پیش
آتے ہین حضرت کو آنا فانا بسیر محبوبی و مرادی حاصل ہوئے بار ہا حضرت کی نسبت جناب خواجہ
صاحب فرماتے تھے کہ یہ محبوب و مراد ہین حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کو جناب
مجدد صاحب کی بیعت و مریدی مین لینے سے کمال فرحت واعلی خوشی حاصل ہوئی تھی
آپ فرماتے تھے ؎

باب رحمت حق بروے من کشاد　　شاہبازے در شکار من فتاد

نقل ہے کہ انہین دنون مین حضرت خواجہ نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا ہے اوس
مین حضرت کا اسطرح ذکر کیا ہے کہ شیخ احمد نام مردیست از سرہند کثیر العلم و قوی العلم
روزے چند فقیر باو نشست و برخاست کرد عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ
نمودم بآن ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردد از احوال کاملہ او مرا یقین پیوستہ
الحمد للہ تعالی ۔ اور حضرت بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس روز سے مین جناب خواجہ صاحب
کیخدمت شریف مین حاضر ہوا تھا اسی روز سے مجھے کامل یقین ہو گیا تھا کہ عنقریب

الله تعالی اپنے فضل و کرم سے مجھکو تا نہایت اس راہ کے پہنچائیگا۔ اور یہ شعر اکثر ورد زبان تھا

ازان نورے کہ از تو بر دلم تافت ۔ یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز نے حضرت کے علو استعداد دیکھکر ایکروز خلوت مین طلب کیا اور اپنے
وقایع جو کہ قبل ازین حضرت کے بارہ مین دیکھے تھے فرمانے شروع کیے چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت خواجہ
امکنگی نے مجھکو واسطے رواج طریقہ کے ہندوستان کیجانب آنیکا حکم فرمایا تو مینے اپنے آپکو اس کام
کے لائق نہ دیکھکر عذر کیا خواجہ امکنگی صاحب نے استخارہ کیواسطے فرمایا چنانچہ مینے استخارہ کیا تب کیا
دیکھتا ہون گویا ایک طوطی سبز شاخ پر بیٹھی ہے مینے اپنے دلمین کہا اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پر آکر
بیٹھ جائے تو مجھکو اس سفر مین کشایش ہوگی بمجرد اس خیال گذرنیکے وہ طوطی اُڑکر میرے ہاتھ پر آبیٹھی
مینے اپنا لعاب دہن اوسکی چونچ مین ڈالا اور اوس نے میرے منہہ مین شکر ڈالی صبح کو مینے یہ واقعہ
حضرت خواجہ امکنگی صاحب سے بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ طوطی ہندوستانی جانورون مین سے ہے
وہان تم سے کوئی شخص ظاہر ہوگا کہ اوس سے تمام جہان منور ہوگا اور تمکو بھی اوس سے فایدہ ہوگا۔
پھر مین خواجہ امکنگی صاحب کیخدمت سے شہر سمرقند سے چلکر ہندوستان مین بمقام سرہند پہنچا تو خواب
مین دیکھا کہ تو قطب کے جوار مین ہے چنانچہ حلیہ شکل و شمائل خواب مین اسطرح دکھایا گیا کہ جب بیداری
مین دیکھون تو فی الفور پہچان سکون صبح اُٹھکر مینے سرہند وہان کے گوشہ نشینون اور درویشونکی
زیارت کی لیکن وہ حلیہ اور وہ استعداد کسی مین نہ پائی مینے جانا کہ شاید یہان کے باشندونسے
کوئی شخص جو اب یہانسے کہین چلا گیا ہوا ہے اسمین یہ استعداد اور لیاقت ہوگی جو پھر کبھی ملیگا پھر مین وہانسے

لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ ... [illegible] بیوسے تو دیدیم و ہمالک

چنانچہ جب وقت ملاقات تمکو دیکھا تو بعینہ وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی معلوم ہوا۔ غرضکہ تھوڑی مدت میں خواجہ صاحب نے حضرت کو بشارت حصول دولت کمال و تکمیل دیکر وطن کو رخصت فرمایا کچھ مدت تک حضرت وطن میں رہے بعد ازاں پھر مشتاق ہوکر حاضر حضور عالی جناب خواجہ صاحب ہوئے حضرت خواجہ صاحب بنوازش کمال پیش آئے ایکی مرتبہ اجازت ارشاد و افادہ طلاب بھی عطا فرمائی اور بہتر چیدہ چیدہ اصحاب بھی حضرت کو کامل مکمل سمجھکر خواجہ صاحب نے سپرد کئے لیکن اوسوقت حضرت کو اپنی تکمیل میں تردد تھا حضرت خواجہ نے یہ امر اپنی صفا باطن سے دریافت فرماکر ارشاد فرمایا کہ تردد نہ کرنا چاہئے کہ اس سے کمالیت شیخ میں تردد لازم آتا ہے۔ (یعنے اگر شیخ کامل اپنے ناقص خلیفہ کو بھی اجازت بیعت کی فرما دیوے تو فیض برابر جاری ہوجاتا ہے چہ جائیکہ کامل خلیفہ ہو اور پھر فیض کے آنے میں شک ہو تو گویا شیخ کی کمالیت میں تردد لازم آتا ہے) پھر خلعت خلافت عطا فرماکر رخصت کیا جب حضرت سرہند میں پہنچے تو تربیت و تہذیب طالبان میں مشغول ہوئے اور اثر عظیم ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی اور ساعت میں ہوجاتا اور لوگ مثل مور و ملخ حضرت کے پاس آکر جمع ہوتے ہے

ہر کجا چشمۂ بود شیریں — مردم و مور و مرغ گرد آیند

اسی اثنا میں حضرت کو پھر اپنے نقص کا علم ظاہر ہوا اور اپنے مریدوں کو جمع کرکے اپنا نقص ظاہر کیا مگر سعادتمندوں نے یہ امر حضرت کی کسر نفسی پر محمول کیا اور خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ چند روز کے بعد حضرت کو اپنی تکمیل کا یقین ہوگیا اور جن مقامات کے آپ خواہشمند تھے وہ حاصل ہوگئے اور حضرت پھر سرگرم افادہ طالبان ہوئے کچھ دنوں کے بعد حضور مرشد

بزرگوار کا خط متضمن کلمات مشتاقانہ وعبارات دلربایانہ پہنچا حضرت اوسکو پڑھکر بیقرار ہوگئے
اور دہلی میں تشریف لیگئے جب خواجہ صاحب نے حضرت مجدد صاحب کی تشریف آوری
کی خبر سُنی تو فی الفور مع مریدان وخادمان تا دروازہ کابلی واقع شہر دہلی پاپیادہ استقبال
کو گئے اور شہر میں لاکر بہایت اعزاز واکرام فرمایا چنانچہ حضرت کو اپنے سامنے سر حلقہ بنا کر
اپنے اصحاب ومریدوں کو تاکید کی کہ خبردار انکے سامنے کوئی میری تعظیم نہ کرے اور نہ کوئی
انکی موجودگی میں میری طرف متوجہ ہو بلکہ سب انہیں کیجانب متوجہ رہا کرو اور میر نعمان کو جو حکم میں
کچھ تامل ہوا تو فرمایا کہ شیخ احمد آفتاب ہیں کہ میرے جیسے ستارے انکی روشنی میں گم ہیں۔
اور خود بھی مثل دیگر مریدوں کے حلقہ میں تشریف لاکر داخل دائرہ توجہ ہوا کرتے اور جب مجلس
توجہ سے اوٹھکر باہر تشریف لیجاتے تو حضرت کیجانب پشت نہ کرتے بلکہ چند قدم رجعت قہقری
تشریف لیجاتے۔

ایک دن کی بات ہے کہ حضرت مجدد صاحب اپنے حجرہ میں بچھونے پر آرام فرماتے
تھے کہ حضرت خواجہ درویشانہ طور پر حجرہ میں آئے خادم نے چاہا کہ حضرت کو بیدار کرے لیکن
حضور خواجہ صاحب نے منع کیا اور خود باہر آکر بانتظار بیداری بیٹھ گئے ایک لمحہ نہ گذرا تھا
کہ حضرت بیدار ہوئے اور پوچھا کہ دروازہ کے باہر کون ہے حضور خواجہ صاحب نے فرمایا کہ:۔
"محمد باقی ہوں" یہ سنکر حضرت مجدد صاحب بیقرار ہوکر باہر آئے اور پورے عجز وخاکساری سے
خدمت میں بیٹھ گئے حضور خواجہ صاحب کے یہ سب اکرام حق بجانب تھے کیونکہ جناب مجدد صاحب
کی ذات پر انکو امید تھی کہ یہ ایک ایسا شمس منور ہو گا جسکے انوار جب جہان پر ساطع ولامع

ہو نگے تو مخلوقات کی آنکھیں چوندہیا جائینگی مگر با وجود اس کثرت عنایت و شفقت کے
جناب قدس مجدد صاحب اپنے مکتوبات میں خواجہ صاحب کی جناب میں اس خاکساری اور
عجز و نیاز سے لکھتے ہیں کہ باید و شاید۔
ایک جگہہ لکھتے ہیں کہ یہ سب فیض حضور کا ہے میرا اس میں کچہہ تعلق اور واسطہ نہیں ع

من ہمان احمد دیرینہ کہ ہستم ہستم

اسیطرح جب حضرت خواجہ صاحب کیخدمت میں خط لکھتے تو عجز و نیاز کمال سے لکھتے کیوں
نہ ہو مکتوبات کے مطالعہ سے سرتاپا ادب کا بھی سبق ملتا ہے جو نصائح و بیان مقامات
ولایت و سلوک و عرفان کے یہ ایک علاوہ علم ہے کہیں جناب باریتعالی علیشانہ کیطرف
صرف ضمیر پھرتا ہے تو وہاں بھی قربان ہوتے جاتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
یا کسی اور نبی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا اولیاء کاملین میں سے کسی ایک کا نام آگیا
تو بس گویا تعظیم کیلیئے آپ سر و قد کھڑے ہو گئے پوری ایک ایک سطر صلوات اور تحیات
کی لکھہ ڈالتے ہیں حضور مجدد صاحب کا کاملترین مؤدب ہونیکا ثبوت یہاں سے ملتا ہے
گویا آپ سراپا ادب ہی تھے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی　　　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

حضرت کے ادب کا جناب مرشد قدس اللہ سرہ کے حضور میں یہ حال تہا کہ ایک مرتبہ
خواجہ حسام الدین صاحب نے آپ سے آکر کہا کہ حضرت خواجہ آپکو یاد فرماتے ہیں حضرت یہ سنکر
کانپنے لگے اور رنگ چہرہ مبارک کا فق ہو گیا الغرض کچہہ مدت حضرت دہلی میں رہکر پھر

وطن میں تشریف لائے اسکے بعد پھر حضرت کی ملاقات خواجہ صاحب سے نہیں ہوئی حضرت مجدد صاحب کا ۳۴ سال سن شریف تھا کہ والد بزرگوار فوت ہوئے اور چالیس سال کی عمر میں ہدایت خلق و تبلیغ احکام ربانی پر مامور ہوئے یہ ہی سنت نبوت علیٰ اہلہا الصلوٰۃ کے مطابق واقع ہوا کہ چالیسویں برس کے بعد ایام بعثت شروع ہوئے ہیں اور مجدد قدم بقدم اپنے رسول کے چلتا ہے ؎

حلیہ شریف

حضرت امام ربانی کا حلیہ شریف یہ ہے نازک اندام پورا قد شریف رنگ گندم گون مائل بسفیدی کشادہ پیشانی تھے ناصیہ و رخسارہ مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی آپکے ابرو سیاہ دراز باریک و کشادہ تھے آنکھیں بڑی بڑی اور انکی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید تھی سر مبارک با عظمت اور وجیہہ تھا لب سرخ دہان مبارک متوسط دانت متصل چمکتے ہوئے ریش مبارک با انبوہ و شکوہ مربع تھی رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے پاشنہ صاف بدن شریف پر میل نہ بیٹھتا تھا پسینہ میں خواہ گرمی ہو خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی غرض کہ آپکی شکل ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا تھا بے اختیار **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَهٰذَا وَلِيُّ اللّٰهِ** کہتا تھا۔ نظم۔

ذات والا ئے آں خدا آگاہ ‌ ‌ ‌ قطب اقطاب بود بے اشباہ

او مجدد بالف ثانی بود ‌ ‌ ‌ واقف سر جاہ وانی بود

الف ثانی ازو مجدد شد ‌ ‌ ‌ زانکہ احمد بجائے احمد شد

بیان تکلیف حبس وغیرہ

جب حضرت مجدد الف ثانی کا سن شریف پچاس سے متجاوز ہوا تو آپ فرمایا کرتے کہ ساٹھ برس کی عمر میں قضا معلق ہے دیکھئے کیا پیش آتا ہے اور گاہ گاہ یہ بھی فرماتے کہ ابھی تک میری پرورش جمالی طور سے ہوئی اب منظور رب العالمین جلالی طور سے کرنیکی ہے جو مرضی پروردگار کی ہوگی اسی پر ہم بدل وجان راضی ہیں ؎

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے قید ہونے سے پہلے چند مہینے اپنے اصحاب اور احباب کو جمع کر کے فرمایا کہ عنقریب مجھپر ایک بلائے عظیم نازل ہونیوالی ہے جو ہمارے مقامات ولایت میں ترقیات اعلیٰ کا موجب ہوگی۔ اور ان اعلیٰ ترقیوں کا حصول سوائے نزول اس بلا کے ممکن نہیں فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور سوائے برداشت تکلیفات کے کوئی عروج نصیب نہیں ہوتا سو آپ لوگوں کو اس تکلیف میں صبر اختیار کرنا چاہیے۔

اب اس ابتلائے عظیم کی یہ شکل ہوئی کہ قبل ازیں اکبر بادشاہ کے عہد میں اسلام کا اسقدر ضعف ہوگیا تھا کہ ایکادشی کے دن (جو ہندوؤں کا روزہ ہوتا ہے) بازار بند رہتے اور رمضان مبارک میں علانیہ طور پر دن کو تنور گرم رہتے لوگ کھلے طور پر کھاتے پیتے کوئی روک ٹوک نہ تھی غیرت اسلامی بالکل اٹھ گئی تھی اکبر بادشاہ تو داوالعزم بن بیٹھا تھا سجدہ کراتا تھا

اللہ اکبر بجائے السلام علیکم کے رائج ہو گیا تہا۔ خیر وہ وقت گذر گیا جب جہانگیر
جانشین ہوا تو اہل اسلام خوش ہوئے کہ اب دین کو رونق ہو گی مگر وہ بھی مصداق
اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ نکلا۔ اکبر کے وقت تو ہنود کا زور تھا اور جہانگیر کے عہد میں رافضی
امیر وزیر بنگئے بیدینی کا وہی زور شور رہا سجدہ اوسیطرح قائم تھا اہل ہنود کی رسوم
کی جگہہ رفض کی بدعات جاری ہوگئیں ان جملہ امور کی جب حضرت مجدد صاحب کو
خبر پہنچی تو آپ فرماتے کہ جبتک میں اپنے نفس پر تکلیف نہ اٹھاؤں گا تجدید دین
کی ممکن نہیں مگر کُلُّ اَمْرٍ مَّرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا ابھی وہ وقت دور تہا۔ رد روافض میں آپ
مکاتب و رسایل تحریر فرماتے اور رافضی امیر وزیر انکو دیکھکر جلتے مگر کچھہ نہ کرسکتے تھے
اسلئے منتظر موقع رہتے کہ اسی اثنا میں حضرت نے اپنے خلیفہ بدیع الدین کو جو نہایت مقرب تہا
لشکر میں امر معروف کیواسطے بھیجدیا اور فرمایا کہ تمکو لشکر میں قبولیت عظیم ہوگی اگر بباعث
بعض امور کے کچھہ تکلیف پہنچے تو باستقامت برداشت کرنا اور اسجگہہ ٹھیرے رہنا اور
جبتک میں طلب نہ کروں ہرگز ہرگز نہ آنا۔ الحق کہ لشکر میں پہنچکر خلیفہ صاحب کو ایسی
قبولیت ہوئی کہ صدہا اور ہزارہا آدمی صبح وشام حاضر مجلس ہوا کرتے اور بسا اوقات
بڑے بڑے امیر انکو بباعث کثرت ازدحام زیارت نصیب نہ ہوتی یہ امر روافض کو جو کہ
نورجہاں بیگم کے بہائی وغیرہ ہونیکے سبب مالک دربار بنے ہوئے تھے نہایت
شاق گذرا ان لوگون کی بادشاہ کے پاس نہایت قبولیت تھی بادشاہ انکا بڑا لحاظ کرتا تہا
ایک روز انھوں نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ سرہند میں ایک شخص شیخ احمد نامی رہتا ہے

وہ اپنے آپ کو حضرت ابابکر صدیقؓ سے افضل بتاتا ہے (یہ بہتان اونھوں نے حضرت
کے اوس مکتوب پر اوٹھایا جو جناب اپنے مقامات کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے
اپنے آپ کو ہوا کی مانند اقطار عالم میں منتشر پایا اور مقام صدیق اکبرؓ کے مقابل بندہ نے
اپنے آپکو دیکھا۔ جہاں حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ کا مقام مستور تھا) اور یہ بھی کہا
کہ وہ شخص دعویٰ تجدید الف ثانی کا کرتا ہے۔ اور ہزارہا سوار جرار اوسکے پاس موجود ہیں
تمام سلاطین وخوانین توران وماوراء النہر اوسکے حلقہ بگوش ہیں علاوہ ازیں اوسکے صدہا
خلفا جا بجا منتشر ہیں امرا اون خلیفوں کے صدہا مرید ہیں چنانچہ ایک اسجگہہ لشکر میں بھی موجود ہے
تمام سپاہ اور ارکان سلطنت آپکے اوسکے پاس حاضر رہتے ہیں شیخ احمد کے دلمیں داعیہ
سلطنت ہے کہیں ایسا نہو کہ یہی مالک سلطنت بن بیٹھے اسلئے اسکا علاج قبل از
واقعہ کرنا چاہیئے۔ اور فی الحال اسکے انسداد کی یہ شکل ہے کہ شیخ کو اسجگہہ طلب کیا جاوے
اور اوسکو کسی بہانہ سے قید کر دینا چاہیئے کہ آئندہ کو کسی فساد کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ
بات بادشاہ کو بہت پسند آئی اور حضرت کو سرہند سے طلب کیا جب حضرت تشریف لائے
تو وزیر نے ایسے وقت بادشاہ سے ملاقات کرائی جبکہ وہ نشہ میں چور تہا بادشاہ نے دریافت
کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم اپنے آپکو حضرت ابا بکر صدیقؓ پر ترجیح دیتے ہو حضرت نے فرمایا کہ ہم
حضرت علیؓ کو جو خلیفہ چہارم ہیں حضرت ابا بکر صدیقؓ پر ترجیح نہیں دیتے تو اپنے آپکو کسطرح دینگے
جو سراسر خلاف عقل ونقل ہے۔ دوسرا صوفیہ کرام کے مذہب میں اپنے نفس کو کسی نفس پر
حتی کہ سگ پر بھی جو کہ ارذل المخلوقات ہے ترجیح دینا بالکل ناجائز اور خلاف تصوف ہے

اور میں بھلا اوس ذات بابرکات پر اپنے آپ کو ترجیح دوں جسکا مثل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت میں کوئی نہیں وہ جامع کمالات ولایت اور صدیق اکبر جیسے معاذ اللہ اونکی برابری
کوئی نہیں کرسکتا کجا اونکی ذات پر اپنے آپکو ترجیح دینا۔ اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب
نکالتے ہیں اوسکا یہ منشا نہیں ہے بلکہ اوسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً تم کسی شخص کو اپنے پاس
بلاؤ اور سرگوشی کرو تو ضرور ہے کہ وہ شخص پنجہزاری اور ہفت ہزاری کی جگہہ پر گذرتا ہوا آویگا
اور بعد سرگوشی پھر اپنے مکان پر واپس آجاویگا تو اس عبور مقامات پنجہزاری و ہفت ہزاری سے
یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص اون ہفت ہزاری وغیرہ سے بڑہگیا۔ اس مدلل تقریر کو سنکر بادشاہ
خاموش ہوگیا کہ اتنے میں وزیر بول اٹھا کہ یہ شخص کیسا متکبر ہے کہ اول تو آپ کو سجدہ
نہیں کیا سجدہ کیا بلکہ سلام بھی نہیں کہا۔ اسبات پر بادشاہ کا غصہ نہایت بہڑکا اور کہا کہ
تمنے سجدہ وسلام کیوں نہیں کیا حضرت نے فرمایا کہ سجدہ سوا ے خداوندتعالی کے کسی
اور کو جایز نہیں اور سلام علیک اسواسطے نہیں کہا کہ تو جواب نہ دیتا اور گنہگار رہوتا بادشاہ
نے کہا کہ سجدہ تمکو کرنا پڑے گا حضرت نے فرمایا کہ میں سجدہ نہ کرونگا۔ اتنے میں مفتی عبدالرحمن نے
جو اکابر علماے وقت سے تہا کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اسوقت سجدہ کرنا جایز ہے۔ کہ
جان بچانا فرض ہے حضرت نے فرمایا کہ ملاجی یہ فتویٰ تمہارے واسطے ہے میرے واسطے نہیں
تب بادشاہ نے حضرت کو قید کردیا۔

روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ شہزادہ خرم جو بعد ازاں شاہجہان کے لقب سے
ملقب ہوا حضرت کی قید کا حکم سنکر نہایت پریشان ہوا اور حضرت کے پاس مع مفتی عبدالرحمن کے

کتاب فقہ کی لیکر گیا جسمیں جواز سجدہ تحیت کا لکھا تہا اور عرض کی کہ اگر آپ سجدہ کرلیں گے تو پھر میں آپکی رہائی کا ذمہ دار ہوں لیکن حضرت نے منظور نہ فرمایا - اور یہ بھی روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت نے جہانگیر کے روبرو سجدہ سے انکار کیا تو اوس نے کہا کہ آپ صرف سر جہکا دیویں مگر حضرت نے یہ بھی قبول نہ کیا تب کہا کہ صرف آپ کٹہڑے کے نیچے سے گذر آؤ اس سے یہ مطلب تہا کہ اسمیں سر جہکا کر نکلیں گے تو سجدہ کی شکل ہو جائیگی اور حکم لغو نہ رہجائیگا مگر حضرت نے اوس سے بہی پہلے پیر نکالے یہ دیکھکر بادشاہ مارے غصہ کے جلگیا اور آپکو گوالیار کے قلعہ میں جہاں ایک رافضی قلعہ دار تہا بھیجدیا حضور مجدد صاحب کے قید ہونیکا روز اراد تمندوں کے واسطے ایک قیامت کا نمونہ تہا حضرت کی جدائی میں زار زار روتے تھے اور کہانا پینا بھول گیا حضرت کے خالی مکان دیکھکر اشک تاسف سے منہہ دہوتے تھے ؎

چہ مشکل زاں بتر بر عاشق زار * کہ بے دلدار بیند جاے دلدار

چہ آسایش دراں گلزار ماند * کزاں گل رخت بندد خار ماند

نقل ہے کہ اس سجدہ نہ کرنیسے بادشاہ اسقدر ناراض ہوا تہا کہ حضرت اقدس کے قتل کرنے پر علماے دربار سے فتویٰ طلب کیا تمام علماے وقت نے حتیٰ کہ شیخ عبدالحق میاں محدث دہلوی جو ایک لائق محدث گذرے ہیں حضرت کے کفر پر فتویٰ لکھا اور درباری امیروں کی خاطرداری سے کچھ حق و باطل کو نہ سوچا فتویٰ بادشاہ کے پیش ہوا اور اوس نے حضرت کو قید کرکے قلعہ گوالیار میں بہیجدیا نقل ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب اس فتویٰ پر مہر کرنے سے

پہچانے پہچانا ئے اور جب حضور اقدس کے کمالات باطنی کا پتہ لگا تب آنکھیں کہلیں اور معلوم ہوا کہ حضرت مجدد صاحب حق پر تھے اور ہم لوگوں نے سخت ظلم کیا تہا کہ ایسے کامل ولی اللہ پر کفر کا فتوی لکہا۔ جب حضور اقدس مجدد صاحب قیدخانہ گوالیار میں داخل ہوئے تو اس قیدخانہ میں کتنے ہزار کفار قیدی تھے حضور کے دیدار پرانوار سے مستفید ہو کر خوش وخرم ہوئے اور اونکی تکلیف مبدل بہ عیش وخرمی ہوگئی۔ ؎

وہ گلرو کے قدم سے قید خانہ	ہوا جنت کے گلشن کا نشانہ
منور ہوگیا سارا وہ زنداں	مگر زنداں میں آیا ماہ تاباں
ہر اک قیدی ہوے بس خرم وشاد	ہوئے وے قید سے گویا کہ آزاد
لگے زنجیر اپنے جھنجھنانے	خوشی کی اوسگھڑی نوبت بجانے

ایضاً

چو آں دل زندہ در زنداں درآمد	بہ تن زندانیاں را جاں درآمد
دراں محنت سرا افتادہ چو شے	برآمد زاں گرفتاراں خروشے
شدند از مقدم آں شاہ خوباں	ہمہ زنجیریاں زنجیر کوباں
بپاشد بند شاں قید ارادت	بگردن غل شاں طوق سعادت
بشادی شد بدل اندوہ ایشاں	کم از کاہے غم چوں کوہ ایشاں
بلے ہر جا رسد حور اسر شتے	اگر دوزخ بود گردد بہشتے
بہر جا یار گلرخسار گردد	اگر گلخن بود گلزار گردد

نقل ہے کہ جب حضرت کو دو تین روز قید میں گذرے تو حضرت کی کلام کی تاثیر سے تمام کفار قیدی جو قریب کئی ہزار کے حبس شاہی میں تھے مشرف باسلام ہوکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہنے لگے اور کئی سو اونمیں سے داخل طریقہ قدسیہ ہوکر درجہ ولایت کو پہنچے حضرت کا جذبہ اور جلالیت قید خانہ میں اسقدر ترقی یاب ہوا کہ جو کلام سن لیتا تاثیر مثل برق کی اوسکے وجود میں سرایت کرتی اور خرمن کفر صد سالہ کو جلا کر خاکستر کردیتی کیا مجال تھی کہ کفار صد سالہ مشرف باسلام نہ ہو جائے حضرت اقدس نے قید خانہ میں بادشاہ کو کبہی دعائے بد نہ کی تہی بلکہ فرماتے تھے کہ اگر بادشاہ مجہکو قید نہ کرتا تو اتنے ہزار آدمی جو مشرف باسلام ہوکر مستفید فیوضات باطنی ہوئے محروم رہجاتے۔ اور جو مقامات ولایت میں ترقیات ہمکو نصیب ہوئی ہیں کبھی نہ ہوتیں۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔۔۔ خمیر مایۂ دکان شیشہ گر سنگست

نقل ہے کہ حضور کے ارادتمند جو درجہ ولایت کو پہنچے ہوئے تھے اونہوں نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ بادشاہ کو بقوت باطنی ضرر پہنچاویں اور بددعا کے شعلوں سے اوسکی سلطنت کو ایک لحہ میں بہم کرڈالیں مگر حضرت نے اونکو خواب میں منع کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ تسلی کریں انشاء اللہ میری یہاں سے خلاصی ہوگی کیونکہ میرے پاس ابھی بہت لوگوں کا حصہ ہے جو اونکو پہنچتا ہے اور یہ امر بلا رہائی ممکن نہیں یہاں خداوند تعالیٰ نے مجہکو ایک کام کیواسطے بہیجا ہے جب وہ ہو جائیگا تو رہائی کی صورت خود بخود ہو جائیگی۔ یہ خواب دیکھکر حضرت کے خلفا بادشاہ کی ضرر رسانی سے باز رہے۔

صاحب مقامات لکھتا ہے کہ حالت قید میں حضرت پر کمال فیوضات و برکات نازل ہوئے چنانچہ بعد رہائی بھی اونکو یاد کر کے حظ اوٹھایا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"در ایام حبس گاہے کہ مطالعہ ناکامی و بے اختیاری خود می نمودم عجیب حظ میگرفتم و طرفہ ذوقے می یافتم بلے ارباب فراغت ذوق ارباب بلا را چہ دریابند واز جمال بلائے او چہ درک نمایند طفلاں را حظ منحصر در شیرینی است و آنکہ از تلخی حظ فرا گرفتہ است شیرینی را بجو نخرد

مرغ آتش خوارہ کے لذت شناسد دانہ را

بیان رہائی از قید

جب حضرت کو چھ مہینے حبس میں گذر گئے اور جن مراتب و مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اونکو پہنچانا تہا پہنچ گئے تو رہائی کی پردۂ غیب سے یہ تدبیر ہوئی کہ جہانگیر کی لڑکی نے خواب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گویا کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی کی بے ادبی سے نہایت ناراض ہیں اور فرماتے ہیں کہ شیخ احمد کو جلد تر با عزاز و اکرام بلاکر اپنا عفو تقصیر چاہو ورنہ سلطنت درہم برہم ہو جائیگی۔ بادشاہ اسوقت کشمیر میں تہا اس خواب کو سنکر دل میں بہت ہراسان ہوا۔ اور فی الفور حضرت کو اپنے پاس طلب کیا اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا اور اپنی صحت کیواسطے کہ اون دنوں میں بیمار تہا دعا کرائی چنانچہ بفضلہ تعالیٰ صحت ہوگئی بعد ازاں حضرت کا نہایت معتقد ہو گیا بلکہ مرید بھی ہوا اور برکت یمن و فیضان حضرت اقدس جملہ احکام شرعی جاری

کئے سجدہ تحیت موقوف ہوا مساجد منہدم شدہ از سر نو تیار ہوئیں اہل اسلام نے قوت پکڑی اور دین کے دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔ غرضیکہ اسلام کی تجدید ہوئی بادشاہ حضرت کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور لشکر سے علیحدہ ہونیکی اجازت نہ تھی۔ اب یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حضرت کا ہمراہ رکھنا اصلاح دین کیواسطے تھا یا مصلحت سلطنت کی نظر سے۔ بہر حال جو کچھ ہو نہایت ادب سے پیش آتا اور بار ہا اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیواسطے عرض کرتا حضرت کے اسطرح ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہنے میں بڑی حکمت تھی۔ بہت سے آدمی جو کسی وجہ سے حضرت کیخدمت میں نہ پہنچ سکتے تھے وہ اس ذریعہ سے سعادت اندوز ہوئے۔ الغرض اسیطرح آٹھ سال تک بادشاہ کے ہمراہ رہنے اور سفر و حضر میں ساتھ پھرنے کا اتفاق ہوا۔

بیان وفات حضرت اقدس قدس اللہ سرہٗ

سنہ ۱۰۳۴ ہجری میں کہ اسوقت حضرت کی عمر ۶۰ برس کی تھی خاص خاص اصحاب سے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوا ہے یعنے الہام ہوا ہے کہ قضائے مبرم ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں ہے اور اس بات سے حضرت نہایت خوش تھے کہ عمر بہی بوجہ غایت تبعیت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم مطابق سنت نبوی ہوئی سنہ ۱۰۳۲ ہجری میں حضرت اجمیر شریف میں تھے۔ کہ آثار قرب وصال ظاہر ہوئے صاحبزادوں کو کہ اسوقت سرہند میں تھے لکھا کہ ایام تفارق نزدیک اور فرزند دور ہیں بمجرد دیکھنے اس خط کے فرزند حاضر ہوئے۔ ایک روز حضرت نے اپنے صاحبزادہ ثالث خواجہ محمد معصوم کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ میرا اس جہان میں رہنے کا

کوئی تعلق نہیں رہا اور منصب قیومیت تمکو عطا ہوا۔ صاحبزادہ اسبات کو سنکر زار زار
رونے لگے حضرت نے اونکی بیقراری دیکھکر فرمایا کہ ابھی میری زندگی میں ایک سال اور
تین مہینے اور باقی ہیں۔ اب حضرت کی یہ مرضی ہوئی کہ کسیطرح بادشاہ سے رخصت ملے
تو مکان کو چلیں اتفاقاً ایک روز قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ
کی مزار پرانوار پر تشریف لیگئے اور اسجگہہ تادیر مراقبہ فرمایا بعدہٗ جب باہر تشریف لائے تو فرمانے
لگے کہ حضرت خواجہ نے طرح طرح کے اسرار وبھید مجھپر ظاہر کئے تھوڑی مدت کے بعد حضرت کو بادشاہ
نے رخصت کیا حضرت سرہند شریف میں تشریف لائے اور اپنے واسطے علیحدہ خلوتخانہ مقرر کرکے گوشہ
گزین ہوئے اور کاروبار ارشاد حضرت خواجہ محمد معصوم کے سپرد کردیا آپ صرف جمعہ کے دن باہر
تشریف لاتے تے۔ بارہویں محرم کو حضرت نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ چالیس اور پچاس دن کے
بیچ میں اس جہان سے اوس جہان کو جانا ہوگا اور قبر کی جگہ بھی دکھلائی ہے اسکے بعد ہر روز دن
گنے جاتے تھے حتی کہ بائیسویں صفر کو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا کہ اوس میعاد کے
چالیس دن گذر گئے اب دیکھئے اس پانچ سات دن کے عرصہ میں کیا ہوتا ہے ؎

جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

اور یہ بھی فرمایا کہ ایام صحت میں جو کمال کہ نوع بشر کو حاصل ہونے ممکن تھے وہ مجھکو اللہ تعالے
نے بطفیل حبیب خود عطا فرمائے ہیں اس کلام سے صاحبزادہ نہایت پریشان خاطر ہوئے اور
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کی آئی تھی ۔ ذی الحج میں حضرت کو
مرض ضیق النفس شدید عارض ہوئی تھی اور ماہ صفر میں بالکل صحت ہوگئی ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ حضرت کو بالکل کوئی بیماری نہیں ۲۳ صفر کو حضرت نے تمام کپڑے تقسیم کر دیئے اور پھر
مرض تپ سے شدید بیمار ہوئے یہ بھی مطابق سنت کے واقع ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کو بیمار رہنے کے بعد صحت ہو گئی تھی اور مرض موت پھر لاحق ہوا تھا اسی بیماری
میں حضرت نے خادم سے فرمایا کہ دو روپیہ کے کوئلے انگیٹھی کے واسطے لے آ جب وہ چلا گیا تو
پھر بلایا کہ ایک ہی روپیہ کے لانا واعظ الٰہی کہتا ہے کہ اتنی فرصت کہاں ہے پھر فرمایا کہ
اچھا دو ہی کے لے آ جب کوئلے آ گئے تو نصف اپنے واسطے رکھے اور نصف اپنے گھر بھیج دیئے
لکھا ہے کہ جس وقت حضرت کا انتقال ہوا اس وقت وہ کوئلے بھی ختم ہو چکے تھے۔ ان ایام
مرض میں بہت بہت نصائح اور وصایا ضروری فرماتے رہے منجملہ ان کے یہ بھی تھی کہ میری
تجہیز و تکفین میں رعایت سنت کی رکھنا جس رات کی صبح کو انتقال ہوا اس رات میں خادم ولنسی
جو کہ بیمار داری میں حاضر تھے فرمایا کہ تم نے بڑی تکلیف اٹھائی خیر آج کی رات ہی ہے صبح کو
تمہاری تکلیف کا خاتمہ ہو جائیگا ثلث شب کو اٹھے وضو کر کے نماز تہجد ادا کی اور فرمایا کہ یہ
میرا آخری تہجد ہے صبح کو اشراق کے وقت بول کے واسطے طشت طلب کیا جب خادم نے طشت
حاضر کیا تو دیکھا کہ اس میں ریت نہ تھی فرمایا کہ اسمیں ریگ ڈال لاؤ کہ بلا ریگ چھینٹیں اڑنیکا
اندیشہ ہے سبحان اللہ یہ وقت اور یہ احتیاط بعد اس کے فرمایا کہ لٹا دو شاید کہ حضرت کو معلوم
ہو گیا تھا کہ اب وضو کرنیکی فرصت نہیں ملیگی اسواسطے نقض وضو نہ فرمایا اور ترک بول کیا کہ طہارت
اس جہان سے تشریف لیجا دیں۔ الغرض بطریق مسنون داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھکر
حضرت لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے سرعت نفس شروع ہو گئی صاحبزادہ نے دریافت

کیا کہ حال شریف کیسا ہے فرمایا کہ جو دو رکعت نماز پڑہی ہیں وہی کافی ہیں یہ کلام بہی بمتابعت انبیا سرزد ہوا کیونکہ آخریں کلام اکثر انبیا کا حرف نماز تہا اور اوسکے بعد کوئی کلام نہ کیا سوائے ذکر ذات کے اور ایک لحظہ کے بعد جان بجان آفریں حوالت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

جسوقت حضرت کو نہلانیکے واسطے تختہ پر لٹایا دیکہا کہ آپ مسکراتے ہیں اور دونوں ہاتھ جسطرح کہ نماز میں باندہے تھے باندہے ہوئے ہیں حالانکہ صاحبزادہ صاحب نے بوقت انتقال سیدہے کردیئے تھے چنانچہ اب پھر سیدہے کردیے تھوڑی دیر میں پھر دیکہا تو اوسی طرح باندہے ہوئے تھے پھر سیدہے کردیئے پھر اوسیطرح ہوگئے جب حاضرین نے یہ متواتر معاملہ دیکہا تو دستکش ہوئے اور آخر بغور وسوچ معلوم ہوا کہ جب حضرت نے بول نہ کیا تہا کہ نقض وضو نہ ہوا اوسوقت اشارہ سے نماز شروع کردی تہی اور جب صاحبزادہ صاحب نے پوچہا کہ حال شریف کیسا ہے تو اوسوقت دو رکعت پڑہ چکے تھے۔ پھر نماز شروع کردی تھی اور نماز میں ہی فوت ہوئے یہ وہ نماز اب پوری کررہے ہیں اور قیامت کو بہی نماز پوری کرتے ہوئے قبر شریف سے اوٹھیں گے ع

چہ سیر و مبتلا میرو چو خیزد مبتلا خیزد

سبحان اللہ پاک لوگونکے کیا عجیب حالات ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ط

حضرت کو تین جاموں سفید افافہ قمیص۔ وازار سے حسب وصیت کفن دیا عمامہ نہ دیا کہ اتفاق فقہا و محدثین ہے کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید الصادقین جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نہ دیا تہا اور نماز جنازہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ فرزند ثانی نے پڑہائی اور حضرت خواجہ محمد صادق حضرت کے فرزند اکبر کے محاذی میں دفن کیا کہ حضرت کو اسجگہہ دفن ہونیکا الہام ہوا تہا اور اسکا ذکر

ایک جگہ مکتوبات میں فرمایا ہے۔ اب خداوند کے فضل سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضرت کا وصال بروز سہ شنبہ بوقت قریب چاشت بتاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ سنہ ہجری سرہند میں واقع ہوا۔

نقل ہے کہ میر نعمان نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیخ احمد میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خداوند ہے

نقل ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا حضرت ممبر پر خطبہ فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں شیخ احمد سے نہایت خوش ہوں کہ اوس نے تجدید دین کا حق پورا ادا کیا۔

ایک اور شخص ولی اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ یا حضرت آپ شیخ احمد سرہندی کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ میرا خلیفہ پنجم ہے۔

حضرت کا تولد ۱۴ شوال ۹۷۱ سنہ ہجری میں ہوا اور وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ سنہ ھ میں ہوئی۔ اب اصل میں دیکھا جاوے تو ۱۶ روز شوال کے اور ذی القعد ذی الحج پورے دو مہینے ادہر سے اور محرم پورا مہینا و صفر کے ۲۸ روز ۱۰۳۴ ھ کے جمع کئے جاویں تو چار مہینے اور ۱۴ روز یہ ہوئے اور ۹۷۱ ھ سے ۱۰۳۴ سنہ تک ۶۲ سال پورے اور ۱۰ اوپر یہ مہینے بنتے ہیں۔ اس حساب سے حضرت کی عمر ۶۲ سال چار مہینے اور ۱۴ روز ہوئی۔ حضرت کے وصال کا سال اس عبارت سے برآمد ہوتا ہے۔ مجدد الف ثانی شدہ۔ جو مترجم خاکسار کے فکر کا نتیجہ ہے اور قطعہ منظوم اسطرح عرض کرتا ہوں ؎

قطعہ

جناب اقدس حضور بدرالامی پیغمبر ہانی
کہ کرد تجدید دین بعالم زبعدش را ہنود ثانی

کہ احمد پاک بود نامش بشہر سرہند بد مقامش
چہ پاک از عیب شد کلامش کز دوست با شرع ہمرنگانی

فلک یکے پایہ از کمالش خورشید یکذرہ از جمالش
۱۰۳۴ھ
حسین گوید سن وصالش شدہ مجدد بالف ثانی

بیان نسبت تجدید مجدد زمانہ و بودنش بر طبیعت پاک رسول خویش و بیان ترجمہ مکتوبات شریفہ

اس بیان کے ضمن میں ہم حضرت مجدد صاحب کے فضائل بیان کرتے ہوئے اونکی کمال پیروی جناب مقدس رسول الثقلین کی بیان کرینگے اور ظلی طور پر مجدد کا اپنے رسول سے ہمرنگ ہونا بھی ثابت کرینگے۔

واضح ہو کہ مجدد اپنے رسول کا نمونہ ہوتا ہے اور عملی طور پر نمونہ بنکر اوسی سیڑھی پر چڑھکر جہان کو دکھاتا ہے جسپر اوسکا رسول چڑھا تھا اور اوسکی کمال تابعداری کیسے متصف باوصاف کمال ہوکر مخلوقات کیواسطے ہدایت کا نمونہ قائم کرتا ہے تفسیر روفی میں زیر آیت کریمہ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَقَفَّيۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ بِالرُّسُلِ تحریر کیا ہے ترجمہ بتحقیق عطا کی ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) اور پیچھے لائے ہم موسیٰ علیہ السلام کے

کئی پیغمبر۔ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر کرم و مبشر
پیدا ہوئے۔ کہ عمل اونکا توریت پر تہا مثل یوشعؑ اور شمعونؑ و ایوبؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و الیاسؑ
و زکریاؑ و یحییٰ علیہم السلام کے اور یہ سب شریعت موسوی پر تھے مقصود انکے بہیجنے سے
جاری کرنا اوس شریعت کا تہا جو بتحریفات علما موسوی سے متغیر و متبدل ہوگئی تہی
پس یہ رسول بنی اسرائیل میں مانند علما ربانیین اور مجددان دین متین اس امت کے
ہین (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ ہمارے حضور علیہ السلام کا فرمودہ برحق ہے)
چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس
کل مائۃ من یجدد لھا دینھا یعنے خداوند تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر
ایک ایسا شخص بہیجتا رہیگا جو دین کی تجدید کرے پس جاننا چاہئے کہ ایک مجدد بر
ہر صدی پیدا ہوتا ہے اور ایک بعد ہزار برس کے جیسا کہ سو پر ہزار کو باعتبار اعداد کے
تفوق ہے ویسا ہی مراتب قرب الٰہی میں اور درجات ایصال فیوضات نامتناہی میں
بلندی اور فوقیت ہے مجدد الف کو مجدد مائۃ پر اور یہی طور زمانہ ارسال انبیا سے چلا آتا تہا
کہ بعد ہزار برس کے پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا تہا جو صاحب احکام جدیدہ اور صاحب کتاب
پسندیدہ ہوا اور درمیان میں انبیا متبع اوسکی شریعت کے ہوتے تہے جو اوسکے دین کو
ترویج دیا کرتے تہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جو خاتم النبیین تھے
تو اب نبوت ختم ہوگئی اور نزول وحی کا اس امت پر مسدود ہوا تو اب حکمت الٰہی نے چاہا
کہ تجدید دین بوساطت علما ربانیین ہوتی رہے علما اس امت کے ظاہر بحلیہ شریعت

نبوتیہ کے اور باطن طریقہ مصطفویہ کے فرمائے اور بعد ہزار کے قائم مقام پیغمبر اولوالعزم کے مجدد الف ثانی کو ظہور میں لایا اور جمیع درجات ولایات اور کمالات سے بہرہ ور کرکے باحیائے دین متین اور بایصال احسان ولقین مشرف فرمایا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

جاننا چاہئے کہ رسول اولوالعزم مخلوقات کو شعشعان انوار ہدایت سے ایک ایسی روشنی دکہاتا ہے کہ جسطرح مخلوقات کو آفتاب کے چڑہنے سے سب کچہ نظر آجاتا ہے اگرچہ آنکھیں تو سب کی ہیں مگر اندہیری رات میں کوئی کچہ دیکھہ نہیں سکتا اسیطرح فطرت کی آنکھیں ہر ایک رکہتا ہے جسکو شعور یا عقل بہبودی کا کہا جاوے تو مناسب ہے جسکے حق میں باریتعالیٰ فرماتا ہے فَاَلْہَمَہَا فُجُوْرَہَا وَتَقْوٰہَا اور اسی فطرتی شعور کی آنکھوں کی نعمت کا جابجا احسان قران پاک میں جتلایا گیا اور اس نعمت کے وضع فی غیر محلہ کے جرم کی سرزنش قیامت کے دن ہوگی جیسا باریتعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ط یعنے شیطان نے تم سے بڑے گروہونکو دہوکہ دیکر گمراہ کرلیا کیا پس تم میں سے کوئی بہی عقل والا نہ تہا یعنے عقل و شعور فطرتی جس سے تم بہلائی برائی کی تمیز کرسکتے تہے ہم نے تم میں رکہدیا تہا پہر تم نے اوس شعور فطرتی کو جو تم دنیا کے کاموں میں تو خوب استعمال کرتے رہے دین کے کام میں استعمال نہ کیا اور شیطان کے دہوکہ میں باوجود عقل کے آگئے جسطرح کسی سلطان کیطرف سے فوج کو سب ہتیار ملے ہوئے ہوں اور غنیم ونپر آپڑے تو وہ جنکے لوگ کوئی ہتیار بہی غنیم پر نہ چلاویں بلکہ اوس سے متفق ہوجاویں تو وہ بادشاہ کے مجرم ٹہیرینگے اب بادشاہ اونسے پوچہیگا کہ کیا تم کو ہتیار نہ دیئے گئے تہے

کہ تم غنیم پر چلاؤ پس ظاہر ہے کہ دیئے تو گئے تھے مگر اونہوں نے چلائے نہیں تو اسیطرح جو
انسان کو عقل فطرتی دیا گیا ہے اوسکے موقع پر استعمال نہ کرنیسے اوسپر روز عتاب الٰہی وارد ہو گا۔
کہ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ط یہ دوزخ وہ ہے جو تمکو اوس عقل فطرتی کے وضع
فی غیر محلہ کے بارہ میں بطور وعید سنایا گیا تہا۔ اب واضح ہو کہ وہ فطرتی شعور جو باریتعالیٰ نے
اپنے کمال احسان سے ہر ایک انسان میں رکہا ہے وہ گویا دل کی آنکھیں سمجھو۔ اب جسطرح
ظاہری آنکھیں سوائے آفتاب چڑہنے کے کچھہ دیکھہ نہیں سکتیں اسیطرح دل کی آنکھیں بہی
سوائے شعشعان انوار وحی کے دیکھنے سے عاجز ہوتی ہیں اسواسطے وہ عقل ناکافی ہوتا ہے۔ اب
پیغمبر کے وجود مسعود سے مانند سورج کے انوار وحی چمک کر لوگوں کو حق الیقین کا راستہ
دکہایا جاتا ہے سو پروردگار فرماتا ہے اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ط پہلے تو تمکو دلکی
آنکھیں دیگئیں تہیں تاکہ تم عدم شعور کا عذر نہ کرو پہر تمپر پیغمبر اولوالعزم کا آفتاب چڑہا اور اوپر
سے وحی کے انوار کے چمکاروں نے راہ ہدایت کو ایسا واضح دکہلا دیا کہ تمپر اتمام حجت
ہوگئی اور کچہہ خفا بہی نہ رہگیا پہر باوجود آنکہو ںکے اور سورج چڑہنے کے جو شخص جان بوجہکر
سیدہی سڑک سے منہہ پہیر کر ایک کنوئیں میں جا پڑے تو وہ کسی کے آگے کچہہ عذر نہیں
کرسکتا کہ میں فلانے عذر سے کنوئیں میں جا پڑا بلکہ اوسکی اپنی بدبختی اور بیوقوفی سب پر ظاہر
ہوگی هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ط اب یہ وہ جہنم ہے جو تمکو پیغمبر کے سورج چڑہنے
کیوقت اپنی کہلی آنکھوں سے شرایع کی سڑک سے اترنے پر نظر آتا تہا کہ ضرور اسمیں جا پڑینگے اب تم جان بوجہکر
اسمیں جا پڑے سو کوئی عذر تمہارا باقی نہیں اول تم عقل کی آنکھیں رکہتے تھے پہر سورج بہی چڑہا ہوا تہا پہر شرایع

بادشاہی سڑک جو سیدہی منزل مقصود جنت کو جارہی تہی تمکو نظر آرہی تہی اور پکار پکار کر تمکو کہا گیا کہ :-

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ

اب کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ سے کیا کمال بلاغت کا جواب دیا گیا کہ وہ ہمارے پکار سننے والے پیغمبر اور علماء ربانیین اور مجددین دین متین اور واعظان حقانی تمکو کس زور سے پکار پکار کر کہتے رہے گویا اس سڑک شاہی پر ہمارے چوبدار ہمیشہ کے لیئے کہڑے رہے کوئی زمانہ خالی نہ تہا جسمیں وہ نہ کہڑے ہوں اگلے چلتے رہے تو اور متواتر آتے رہے جو اوس راہ پر پکارتے رہے کہ یہ صراط مستقیم اور راہ ہدایت سیدہا جنت کو جاتا ہے خبردار اس سے بہک نہ جانا۔ اگر اس سے ہٹکر کسی اور طرف رخ کیا تو دوزخ کے گڑہے میں جا پڑوگے۔

واضح ہو کہ پیغمبر اولوالعزم سے جب آفتاب کی مانند شعشعان انوار ربانی چمکتے ہیں تو اسوقت لوگوں کو حق الیقین کا رستہ بالکل واضح طور پر نظر آجاتا ہے اسوقت جو منکر رہتے ہیں وہ صرف ہٹ اور شقاوت ازلی کے سبب ہدایت سے محروم ہوتے ہیں ورنہ ہدایت کی وضاحت میں کچھہ شبہہ نہیں رہتا۔ اولوالعزم رسول ایسی روشنی دکھاتا ہے کہ تمام اندہیرے محو ہو جاتے ہیں غیبی ایمان شہودی ہو جاتا ہے گویا لوگ دوزخ بہشت کو دیکھہ رہے ہیں خداوند تعالے کی جناب میں کہڑے ہیں قیامت اونکے سامنے قایم ہے تمام شکوک و شبہات یک قلم رفع اور تمام اشکال یکدفعہ دور ہو جاتے ہیں لیکن بعد وفات رسول کے پہر وہ زمانہ دُہندلا سا آجاتا ہے جسطرح سورج کے چہپنے بعد پہر اندہیرا پڑجاتا ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب کرام سے منقول ہے کہ ابہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن

کر کے فارغ نہیں ہوتے تہے کہ دلوں میں تفاوت پیدا ہو گئی تھی اسکی یہی وجہ تھی کہ
ایمان مشہودی مبدل بہ ایمان غیبی ہو گیا تھا۔ پھر خداوند رحمٰن و رحیم کی عنایت مخلوقات
کی دستگیری فرماتا ہے اور پروردگار دوسرا مجدد یا رہنما اوسکا ہمرنگ پیدا کرتا ہے اور
اسیطرح یہ ہدایت کا اتصال قایم چلا آتا ہے۔ ہر ایک صدی پر ایک ہادی کا ظہور چلا آیا
اور چلا جائیگا مگر جب ہزار سال گذر جاتے ہیں تو پلہ ضلالت اسقدر غالب ہو جاتا ہے کہ
کذ جانب بشریت و ہدایت کو تمام اپنے ہمرنگ کر لیتا ہے اور مناسبت بشری جو خلق
سے تھی وہ بالکل جاتی رہتی ہے لاجرم سنت میں بجا آوری احکام شرع میں فرق عظیم
پڑ جاتا ہے پس اوسکی تجدید کیواسطے ایک پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا ہے کہ تقویت دین
و شرع کی کرے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتحال کو ہزار سال گذرے
اور مطابق قاعدہ کے دین میں سستی و شیوع بدعت و ظلمت ہو گئی۔ اب چونکہ آپ خاتم
النبیین ہیں آپکے بعد نبی یا اولوالعزم کا پیدا ہونا ممنوع تھا لہذا ضروری ہوا کہ حسب
عادت ربانی اور بمقتضائے صنعت رحمانی کوئی شخص ایسا پیدا ہوتا جو ظلی طور پر رسول کے
کمالات کا نمونہ مخلوقات میں دکھاتا اور جو قائم مقام اولوالعزم ہو کر تجدید دین متین کی
کرتا لہذا اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات حضرت امام ربانی شیخ احمد
سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرما کر مجدد الف ثانی کیا ہے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ چنانچہ حضرت نے مکتوب چہارم جلد دوم میں بعد تشریح علم الیقین اپنی تجدید کا اس طرح اظہار کیا ہے۔ "ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است (الیٰ ان قال) و بدانند کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجددین ایشاں نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آن است کہ ہرچہ دراں مدت فیوض بامتاں رسد بتوسط او رسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند۔

نقل ہے کہ خواجہ حسام الدین صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھتے ہیں اور بفقرات لسانی حضرت کی تعریف فرماتے ہیں اور مباہات و مفاخرت کے طور پر ارشاد کرتے ہیں کہ میں ناز کرتا ہوں اس بات پر کہ ایسا شخص میری امت میں پیدا ہوا اور تجدید دین کی کی۔

الغرض مجدد جو ہزار سال بعد رسول کے پیدا ہوتا ہے وہ مانند اولوالعزم رسول کے اولوالعزم مجدد ہوتا ہے حضور مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ کا اولوالعزم مجدد ہونا مسلم امر ہے اور حضرت کی طبیعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت سے بطور ظلی کمال مناسبت نسبت تامہ رکھتی تھی پیروی اور اتحاد کا درجہ ایک سر عظیم ہے بظاہر مختون پیدا ہونا اور تمام علوم میں بلا مدد اوستاد کے شرح صدر ہو جانا اقتباس انوار مشکوٰۃ نبوت سے ہے پھر بعد تزویج کے غنی ہونا اور چالیس برس کو وسادۂ ارشاد پر متمکن ہونا اور مانند

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تکلیفیں برداشت کرنا جیسا کہ حضرت علیہ السلام نے اہل مکہ سے تکلیفیں اٹھائیں حضور مجدد صاحب نے روافض کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں قلعہ گوالیار میں قید ہوئے پھر ان تکالیف میں مستقل و باتحمل رہنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت سے مناسبت تھی اگر اسوقت جناب مجدد صاحب سجدہ تحیۃ یا سر جھکا نا گوارا کرتے یا کٹھرے سے سر نیچے کر کے گذرتے اور پہلے اپنے پاؤں نہ گذارتے تو قیامت تک فاسقین اور شریر لوگوں کے لئے ایک سند ہو جاتی اور صنم پرستوں بلکہ ہر ایک شیطنت مزاج آدمی کو ایک وثیقہ ہاتھ لگجاتا کہ دیکھو بوقت خوف حضرت مجدد جیسے بزرگ نے سر جھکا لیا۔ خصوصاً اہل طغیان گروہ روافض کا تقیہ جسکو وہ لوگ بزعم فاسد خود فرض جانتے ہیں ثابت ہو جاتا مگر حضرت نے بکمال تبعیت اپنے رسول کے ہرگز گوارا نہ فرمایا۔ درباری علماؤں نے فتویٰ بہ قتل لکھدیا خدا نے بچانا تھا بچالیا مگر حضرت نے جان قربان کر دینے میں کچھ کسر باقی نہ چھوڑی جان جانے کی پرواہ نہ کی مگر سنت حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قایم رکھی اور شرک و تقیہ خبیثہ کی بیخکنی کر دی ؎

	این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند	

پھر حضرت کا ارشاد بھی مانند شیوع رسالت مقدسہ اقطار عالم میں باندک زمانہ جاری وساری ہو گیا اور حضرت کے خلفا مانند خلفا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و اکمل تیار ہوئے حضرت کی تاثیر مثل انوار نبوت کے کفر کے حصار و نکو پاش پاش کر کے سینوں میں انوار اسلام داخل کر دیتی تھی حضرت کی بیماری کا طرز بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بیماری کیطرح تہا بہرحال سب سے بڑی مناسبت عمر کا ٹہیک برابر رسول اکرم کے ہونا اور
سہ شنبہ کے روز فوت ہونا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بہی ترسیٹھ برس
کی ہوئی بعد ایام بعثت جیساکہ رسول اکرم نے ۲۳ سال ہدایت خلق میں گذارے حضرت
مجدد الف ثانی نے بہی وہی ۲۳ سال تبلیغ احکام ربانی میں صرف کئے۔ اور کمال متابعت
اپنے رسول میں جب کہ شیوع دین اسلام بفحوائے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ عمدہ طور سے ہوچکا اور کفر و زندقہ و ضلالت و شیطنت روافض کی خاطر خواہ
بیخکنی ہوگئی تب حضور کا وصال ہوا۔ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ العزیز جسطرح عالیشان خلیفہ
رسول اکرم تھے۔ اسیطرح اونکی کتاب خلیفہ قرآن مجید ہے جسطرح وہ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی اور کمال تابعداری میں اپنی تمام زندگانی میں جانفشانی کرتے رہے اسیطرح یہ کتاب
بہی قرآن شریف کی پیروی اور تابعداری میں جانفشانی کرنے کی ہدایت کرتی ہے اور
قیامت تک اسی وعظ و نصیحت کا حق ادا کرتی رہیگی۔ واضح ہو کہ یہ مکتوبات کا مجموعہ وہ کتاب ہے
جو حضرت نے وقتاً فوقتاً اپنے دوستوں اور مریدوں کیطرف بطور نصیحت یا کسی مسئلہ کے حل کے
واسطے یا کسی اور دینی ضرورت کیواسطے خطوط لکہے تہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے خلفا نے
اسی زمانہ میں انکو مانند کاغذ زر قیمتی سمجہکر جمع کرنا شروع کیا تہا لیکن جو خطوط کہ دور دراز ملکو
سے بعد وفات حضرت کے جمع ہوکر آئے اونسے کتاب پوری ہوئی اور کامل طور پر اسکی
تالیف ہوکر تین جلدوں میں لکہی گئی پہلی جلد میں تین سو تیرہ ۳۱۳ مکتوب ہیں جو حضرت مجدد قدس سرہ
کے ارشاد و فیض بنیاد سے شاہ یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی نے جمع کئے جب تین سو تیرہ

مکتوب جمع ہوچکے تو حضرت نے فرمایا کہ اس جلد کو اسی عدد پر ختم کرنا چاہئے کیونکہ یہ عدد
مطابق عدد پیغمبران اور مرسلان کے ہے اور نیز شہداء بدر کے عدد کے بھی موافق ہے
پس تیمناً و تبرکاً اسی عدد پر یہ جلد اول ختم کیگئی اور اسکا دوسرا نام **کلمات قدسیہ** ہے
اسکے پیچھے تین خطوط صاحبزادہ کلان شاہ محمد صادق صاحب کے بھی ملحق کئے گئے ہیں
جو انہوں نے بحضور والد ماجد لکھے تھے۔ پھر دوسرا جلد بفرمائش صاحبزادہ صاحب
خواجہ محمد معصوم کے شیخ عبدالحی صاحب حصاری نے جمع کیا اسمیں ننانویں (۹۹) مکتوب ہیں
اور بلحاظ عدد اسماء حسنی باریتعالی کے اسی تعداد پر اسکو ختم کیا گیا اسکا تاریخی نام **نور الخلائق**
ہے کہ یہ ۱۰۲۸ سنہ ہجری میں جمع ہوچکا تھا اور اصلی نام اسکا **اسرار قدسیہ** ہے اور پہلے جلد
کا تاریخی نام **درالمعرفت** ہے کہ وہ ۱۰۲۵ سنہ ہجری میں مکمل ہوچکا تھا پھر تیسرا جلد بفرمائش شیخ
محمد نعمان المشہور بہ میر بزرگ خلیفہ اعظم حضرت مجدد صاحب جو کہ ملک دکن میں مروج طریقہ نقشبندیہ
کے تھے میر محمد ہاشم صاحب نے جمع کیا جامع اس جلد کا کامل ولی ایسا اور فصیح اللسان جادو
بیان تھا میر محمد نعمان صاحب نے بعد اجازت حاصل کرنیکے حضور مجدد صاحب سے یہ کام محمد ہاشم صاحب
کے سپرد کیا وہ فرماتے ہیں کہ میر محمد نعمان صاحب سے میں جدا ہوگیا اور بباعث مہاجرت صوری
ضروری کے اس کام میں دیر ہوئی حتی کہ ۱۰۳۱ سنہ ہجری میں یہ مجموعہ یعنے جلد ثالث مکمل ہوگیا اسمیں
ایک سو تیرہ (۱۱۳) مکتوب لکھے گئے تو بمناسبت اعداد لفظ باقی کے جو ایک سو تیرہ ہیں اس جلد
کو ختم کیا اول تو یہ فیضان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز سے چلا اور انکے نام کی مناسبت
ہے دوسرا تفاؤل نیک اور اشارہ ساتھ باقی رہنے ان معارف کے تا یوم القیامت کے ہے

پہر وہ مکتوب اسکے ساتہہ اور ملاکر لکھتے ہیں کہ اس تتمہ کے الحاق سے مطابقت باعداد سور قرانی پیدا ہوگئی اس عابد کا اصلی نام معرفت الحقایق اور تاریخی نام کاس الراسخین ہے اور ایک عجیب لطیفہ یہ ہے کہ جلد ثالث کے ختم ہونیکی تاریخ ثالث کے لفظ سے نکلتی ہے جو نہایت مناسب ہے یعنے ۱۰۳۱ھ اور تاریخ نکالنے والے نے کمال کیا ہے جزاہ اللہ خیراً۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری کتاب حضرت مجدد صاحب کی حیاتی مین مکمل ہوچکی تہی۔

اب دیکہنا چاہیے کہ یہ کتاب بہی بنظر عالیشان ہونے اوسکے کاتب کے جو ظلی طور پر اولوالعزم رسول کا اولوالعزم خلیفہ تہا رسول کی کتاب یعنے قران کی خلیفہ ہوگی اور یہ بات کچہہ قابل اعتراض نہیں کیونکہ ہزار کے سر پر جو مجدد ہوتا ہے وہ ایک اولوالعزم مجدد گنا جاتا ہے اسلیئے اوسکی کتاب بہی ایک اولوالعزم کتاب ہونی چاہیے۔ سو اس کتاب کے اولوالعزم ہونے مین کچہہ شک نہیں ؎

من چہ گویم وصفِ آن عالیجناب	نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

جسطرح اسکے کاتب نے مشکوٰۃ نبوت سے انوار حاصل کرکے جہان کو فیض پہنچایا اسیطرح یہ کتاب انوار مشکوٰۃ قرانیہ سے ظلی طور پر منور ہوکر قران کی خلیفہ مقرر ہوئی قران کا لب لباب اور اوسکے معانی کا عطر مجموعہ اوسکے مضامین کا ست جو کچہہ کہو وہی سب ہے مگر قران کی طبیعت پر ہے جسطرح قران شریف مین خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ اور قران کو جدا جدا کیا ہم نے اوسکو یعنے سورت سورت اور آیت آیت آنا کہ

توکہ پڑہے ہے تو اوسکو اوپر لوگوں کے باہستگی کیونکہ یہ واسطے حفظ کے آسان تر اور فہم کے
نزدیک تر ہے وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا اور اُتارا ہم نے اوسکو آہستہ آہستہ ۲۳ برس کی مدت
میں اسیطرح یہ کتاب بہی ۲۳ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ حسب ضرورت و حاجات تبلیغ احکام
دینی کے تحریر ہوتی رہی اور جسطرح قرآن شریف بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہان
میں مروج ہوا یعنے حضرت کی حیاتی میں مکمل ہو کر بعد وفات اقطار عالم میں منتشر ہوا اسیطرح
یہ کتاب بہی بعد وفات حضرت مجدد صاحب اقطار عالم میں مشہور و مروج ہوئی اور اپنے
فیض سے جہان کو منور کیا جسطرح رسول اکرم کی جناب میں حضرت مجدد صاحب کو ایک خلیفہ مجملہ
وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کہا جا سکتا ہے اسیطرح اس کتاب کو قرآن کریم کا
خلیفہ احکام کی تبلیغ میں کہا جا سکتا ہے قرآن کریم بادشاہ ہے اور یہ کتاب اوس کا
خلیفہ ہے اور اوسکے احکام اوسکے اسرار اوسکے انوار جہان میں پہیلانا اسکا کام ہے جسطرح
خلیفہ سلطان کی زبان ہوتا ہے اوسکا حکم سلطان کا حکم ہوتا ہے وہی انحاد اس کتاب کو
نسبت قرآن کریم کی حاصل ہے۔

الغرض یہ کتاب ایک معمولی کتاب نہیں بلکہ ایک عالیشان مجموعہ ہے جو کہ امت
محمدیہ کو اپنا دستور العمل بنانا ضروری ہے خلاصہ ساری کتاب اور غایت سارے مجموعہ کی
پیروی کلام اللہ اور تابعداری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہیں اپنے کمالات
بیان کئے ہیں تو اونکا بہی یہی مطلب ہے کہ کاہلی چہوڑ و سستی دور کر و راہ طلب میں مردانہ وار
متابعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں گام زنی کرو تو یہ مدارج تمکو بہی حاصل ہوں گے

کہیں خداوند تعالیٰ کے جبروت کا بیان ہے کہیں اوسکی اوصاف کمالات کا ذکر ہے۔
کہیں نصائح عجیبہ اور مسائل غریبہ و نکات قرآنیہ کو ایسے ایسے طرزوں سے بیانکیا ہے کہ
ہزار کتابونکو جمع کریں تو ایسے مسائل یکجائی کا ملنا محال ہے سالکان راہ طریقت کیلئے
یہ کتاب ایک کامل مرشد کا کام دیسکتی ہے اور خفتگان خواب غفلت کو جگانیکے لیئے ایک صاحب
جلال متوفظ اور صاحب کمال مستہد کا درجہ رکھتی ہے اوقات کی پابندی کے بیان میں
وہ وہ سحر نگاریاں اور جادو بیانیاں کی ہیں کہ ایک ایک فقرہ اس کتاب کا آب زر سے لکھنے
کے قابل ہے اور صفحہ دل پر منقوش کرنے کے لائق الغرض ایک خطیب فی المحراب اور ایک
بے نظیر واعظ ہے جسکی قابل قدر کلام کا ایک ایک لفظ بڑے بڑے نفیس امتعہ سے قیمتی
ہے احیائے سنّت اور اماتت بدعت میں جیسا کہ حضرت مجدد صاحب کی تبلیغ کا مطلب تہا
وہ کتاب کی اشاعت سے پورا ہوا اور ہوتا رہیگا۔

خاندان نقشبندیہ تو خصوصًا اس کتاب کی تعظیم کرتے ہیں کیا نکے اعلیٰ مرشد کی
کتاب ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ تمام اہل اسلام کے لیئے اس کتاب واجب التعظیم کی قدر دانی کرنا اور سپر
عمل کرنا ضروری ولازم ہے نقشبندیہ بزرگوں میں خواجہ محمد درویش قدس اللہ سرہٗ نے جو حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار صاحب کے ارادتمند و شنے تہے واسطے مطالعہ سالکان طریقت کے
مثنوی مولانا روم کا لبّ لباب نکالکر تیار کیا تہا اوسکے مطالعہ سے بہت لوگوں نے
فیض پایا پہر جب حضور مجدد صاحب کے مکتوبات جمع ہوئے تو خاندان نقشبندیہ کے لیئے
خصوصًا اور عوام اہل اسلام کے لیئے عمومًا یہ مجموعہ ایک ناصح فی الخلوت اور خطیب فی المحراب

کا کام دیتا تہا اس کتاب کی اسقدر قدردانی ہوئی کہ شاہی خزانوں اور اعلی اعلی کتب خانوں
میں اسکی جلدیں نہایت آب وتاب سے مطلا کرکے مانند گرانبہا جواہرات کے نہایت
حفاظت اور کمال تعظیم وادب سے رکہی جاتی تہیں سالکان راہ ہدایت اس سے فیضیابی کا
حصہ پاتے تہے اسکے مطالعہ کرنے والے مرشد کامل کیطرح اس سے فیض پاتے گویا اس
کتاب کا مطالعہ ہی ارشاد وہدایت طریق ربانی کا کام دیتا تہا جس نے اسکا مطالعہ بہ نیک
نیت شروع کیا اور اسکے ارشادات پر کاربند ہی ہوا اوسکے لئے یہ کتاب کامل مدعا
اور سچے مرشد کا کام دیتی رہی ہزارہا بلکہ بیشمار مردان امت محمدی نے اس سے فیض پایا
لیکن چونکہ اب ایک بے لگامی کا زمانہ اور سرکشی کا دور آگیا ہے بعض صوفیہ نے اسپر
عمل کرنا چہوڑ دیا اور اسکے مطالعہ سے منہہ موڑ لیا گمراہیوں میں پہنس گئے اور لوگوں کو
گمراہ کرنے لگے دنیا طلبی کو مقصود اصلی قرار دیا اور حق جوئی وحق گوئی جو کہ اصلی مطلب
اس کتاب کا تہا چہوڑ بیٹہے توحید ربانی اور اعلاء کلمۃ اللہ جو اس کتاب کی اصلی غرض تہی وہ
مفقود ہوگئی اسلئے ایک مرد خدا نیک نیت صاحب مروت وکرم اس کار خیر کا باعث ہوا
کہ اس کتاب کو اردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا جائے اور ان بے بہا جواہرات کو جو کہ بسبب
غفلت اہل زمانہ کے کسی مہپسی وناقدردانی کے نیچے آگئے ہیں انکو زبان سہل اردو میں
واضح کیا جاوے تو انشاء اللہ یہ کتاب باعث فوائد عوام ہوگی اور بباعث اپنی کامل تاثیر کے
جو اسمیں مندرج ہے ایک جہان کے لئے ہدایت کا کام دیگی وہ جوانمرد جو محرک اس
سلسلہ کا ہوا اوسکا نام نامی واسم گرامی **میاں اللہ دین صاحب** ہے

جو ارادت مند و فیض یافتہ قدوۃ السالکین و زبدۃ الواصلین حضرت قاضی محمد احسن صاحب
قدس اللہ سرہ العزیز نقشبندی مجددی احمدی معروف بہ **باواجی** صاحب سوہیانوالے
کے ہیں چونکہ میاں صاحب کو حضرت مجدد صاحب سے کمال ارادتمندی ہے لہذا اس خاکسار
مترجم کو اس کتاب کے ترجمہ کے لئے فرمایا اور بغرض سہولیت خریداران اس کتاب کو تیس
پاروں پر منقسم کیا تاکہ بعد طبع ہونے اس کتاب کے ہر ایک مفلس و نادار آدمی اسکا ایک ایک
حصہ بسہولت خرید سکے اور قدرتی طور پر اس کتاب کی مناسبت قرآن کریم سے پوری
ہوئی کیونکہ قرآن شریف بھی تیس پاروں پر منقسم ہے اور یہ تقسیم تیس پاروں کی
بعد انقضائے زمانہ طویل وقوع میں آئی تھی۔ علمائے بخارا نے قرآن شریف کے تیس پارے
مقرر کئے پہلے یہ تقسیم نہ اصحاب کے وقت ہوئی نہ تابعین اور نہ تبع تابعین کے وقت
سو اس تقسیم پر اس کتاب کا منقسم ہونا بھی ایک تبعیت قرآن کریم کی اور متابعت
خلیفہ کے بادشاہ کی جناب میں پوری ہوگئی۔ فالحمد للہ علی ذالک

اب اس کتاب کا پہلا پارہ مطبع منشی فخر الدین لاہور میں بسعی [illegible] الدین تاجر کتب [illegible]
کی دکان پر فروخت کے لئے موجود ہے قیمت فی جلد [illegible] ہے فیض اٹھانیوالوں سے التماس ہے کہ جو
شخص اس ترجمہ کا باعث ہوا اور جس نے ترجمہ کیا ہے دونوں کو معہ ساعیان انطباع
و تصحیح اس کتاب کے دعائے خیر سے یاد فرماویں ؏

و یرحم اللہ عبدا قال آمینا

اشتہار

تاجران ذیوقار و سوداگران ہر دیار و امصار

کی بخدمت والا میں التماس ہے کہ آپ لوگوں کی

توجہ سے مطبع منشی فخر الدین لاہور عرصہ چند

سال سے جاری ہے جملہ اقسام کی چھپائی

واجبی نرخ پر ہوتی ہے ہر ایک کام نہایت کوشش اور

ایمانداری سے کیا جاتا ہے قدردان قدردانی فرماویں

المشتہر

فخر الدین [illegible] مہتمم مطبع منشی [illegible] لاہور